16

دین کی خاطر قربان کرنے کے لیے اپنی ہر چیز تیار رکھیں

(فرمودہ 28/اپریل 1944ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"رات کو مجھے اسہال کی تکلیف ہو گئی تھی۔ صبح اللہ تعالیٰ نے اس میں کچھ افاقہ تو پیدا کر دیا مگر معلوم ہوتا ہے یہ تکلیف انفلوئنزا کا نتیجہ تھی۔ کیونکہ آج صبح سے مجھے سر درد کی شکایت شروع ہو گئی ہے جو بڑھتی جارہی ہے۔ اس لیے اِس وقت مجھ سے زیادہ بولا نہیں جاتا۔

آج بجائے کوئی نئی بات کہنے کے مَیں جماعت کو پھر اِس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہر بڑے کام کے لیے ایک تیاری کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو تیاری کو غیر ضروری قرار دے کر پیچھے ہٹے رہتے ہیں اور صرف اُس دن کے امیدوار رہتے ہیں جب اصل مقابلے کا وقت آجائے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُس دن مقابلہ کے لیے میدان میں نکل کھڑے ہوں گے مگر یہ لوگ جیسا کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے کنواریوں کی مثال میں بتایا ہے وقت آنے پر کام نہیں کر سکتے اور مقابلہ پر پیچھے ہٹنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ پھر کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو تیاری کے لمبے عرصہ سے گھبرا جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید کوئی جنگ ہونے والی ہی نہیں۔ کچھ دن تو اُن کا جوش قائم رہتا ہے مگر پھر اُن میں مساوات کا سا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ لوگ بھی وقت آنے پر کبھی کامیاب ثابت نہیں ہوا کرتے۔

مَیں نے جماعت کو اِس امر کی طرف پچھلے چند ہفتوں سے توجہ دلائی ہے کہ اسلام کی فتح اور اس کی کامیابی کے لیے جو جنگ ہونے والی ہے وہ اب قریب آ رہی ہے اور ہمیں اس کی خاطر قربانیاں کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اس غرض کے لیے مَیں نے بعض مالی تحریکیں کی ہیں بعض وقفِ زندگی کی تحریکیں ہیں اور اِسی سلسلہ کی ایک کڑی گو مَیں نہیں کہہ سکتا کہ وہ تحریک میں نے کی وہ دوسروں کی طرف سے آئی اور میرے دل نے اُس کو قبول کر لیا، کالج کی تحریک ہے۔ بعد میں مجھ پر انکشاف ہوا کہ یہ تحریک بھی آئندہ جنگ کی کڑیوں میں سے ایک اہم کڑی ہے۔ ان تحریکوں کے معنے صرف یہ ہیں کہ ہمیں آئندہ جنگ کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ جیسا کہ مَیں نے بارہا بتایا ہے وہ وقت جب اسلام کے لیے مسلمانوں کو فوری طور پر قربانیاں کرنی پڑیں گی اچانک آئے گا مگر جب تک اُس دن کے لیے پہلے سے تیاری نہ کی جائے وہ اچانک آئے یا خبر دے کر آئے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ تیاری ہی ایک ایسی چیز ہے کہ علم کے ساتھ جنگ ہو یا بغیر علم کے جنگ ہو انسان کے کام آیا کرتی ہے۔ پس مَیں نے جو مختلف تحریکات کی ہیں وہ اسی لیے ہیں کہ جماعت کو آئندہ جنگ کے لیے تیار کیا جائے۔ مَیں جانتا ہوں کہ کئی لوگ ایسے ہیں جو کچھ عرصہ کے بعد کہیں گے کہ کچھ بھی نہیں ہوا اُن کے دل بیٹھنے شروع ہو جائیں گے اور وہ سمجھیں گے کہ وہ دن جس کے لیے ہم تیاری کر رہے تھے نہ معلوم آتا بھی ہے یا نہیں آتا۔ مگر جب وقت آئے گا ایسے لوگ پیچھے گِر جائیں گے۔ اِسی طرح وہ لوگ جو اِس وقت اس آواز کا جواب نہیں دیتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے مخلص ہیں، ہم بڑی قربانی کرنے والے ہیں، ہم بڑا ایثار کرنے والے ہیں جب خدا کی طرف سے آواز آئے گی ہم فوراً قربانی کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ وہ بھی جب وقت آئے گا پیچھے ہٹ جائیں گے اور اسلام کے بہادر سپاہیوں کے ساتھ اپنے قدم ملا نہیں سکیں گے۔ صرف وہ منزلِ مقصود پر پہنچیں گے، صرف وہ کامیابی کا منہ دیکھیں گے اور صرف وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں گے جو اُس دن کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری کریں گے اور کرتے چلے جائیں گے زمانہ کا بُعد یا زمانہ کا چھوٹا ہونا اُن کی تیاری میں روک نہیں بنتا۔

حضرت مسیح ناصریؑ نے کہا مَیں جاتا ہوں تا کہ خدا تمہاری طرف دوسری قدرت بھیج دے اور مَیں اس لیے جاتا ہوں تا کہ خدا کی طرف سے تمہارے لیے فارقلیط آئے۔ لوگوں نے انتظار کیا اور کرتے چلے گئے۔ مگر آخر انہوں نے کہا فارقلیط کلیسیا ہی ہے۔ آخر چند صدیوں یعنی چھ سو سال کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ وہ فارقلیط ظاہر ہوا اور وہ لوگ جو انتظار کر کے تھک چکے تھے اُس فارقلیط پر ایمان لانے سے محروم رہ گئے۔ صرف وہ چند لوگ جو اس امید میں زندہ رہے اور اس کا ایک لمبے عرصہ تک انتظار کرتے چلے گئے انہوں نے اُس کو پالیا۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے کبھی اتنا لمبا انتظار کرنا پڑتا ہے کہ قوم کی قوم سو جاتی ہے اور کبھی وہ گھڑی اتنی قریب کر دی جاتی ہے کہ لوگ ابھی ہتھیار بھی سنبھالنے نہیں پاتے کہ لڑائی ختم ہو جاتی ہے۔ وہی شخص کامیاب ہوتا ہے جو اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ نہ معلوم کب اور کس چیز کا میرا دوست مجھ سے مطالبہ کرے گا۔

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچی دوستی کے متعلق ایک کہانی سنایا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے ایک امیر آدمی تھا جو بہت بڑا دولتمند تھا۔ اُس کا ایک لڑکا تھا جس نے اپنی دولت کی وجہ سے کئی اوباش نوجوان اپنے اردگرد جمع کر لیے تھے۔ وہ اُن کے لیے قسم قسم کے کھانے تیار کر کے لے جاتا، قسم قسم کے شربت اُن کے پینے کے لیے تیار کراتا۔ کبھی فالودہ اُن کو کھلاتا، کبھی پھل اُن کے سامنے پیش کرتا، کبھی مٹھائیاں اُن کے لیے منگواتا، کبھی عطر اور خوشبودار تیل اُن کو دیتا، کبھی مختلف قسم کی خوشبودار دھونیوں سے اُن کے کمرے کو معطر کرتا۔ غرض ان کی مجلس خوب گرم رہتی۔ وہ شربت پیتے رہتے، کھانے کھاتے رہتے، مٹھائیاں اور پھل وغیرہ استعمال کرتے رہتے اور اقرار کرتے کہ ہم تجھ سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ ہمارے جیسے دوست کبھی کسی کو میسر نہیں آئے۔ باپ اپنے بیٹے کو ہمیشہ نصیحت کرتا اور اُسے کہتا کہ ان دوستوں کا کوئی اعتبار نہیں مگر وہ جواب میں یہی کہتا کہ ابّا آپ کو کیا پتہ؟ یہ دوست تو ایسے اچھے اور وفادار ہیں کہ ان سے بڑھ کر وفادار دوست اَور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک دن باپ نے اپنے بیٹے سے کہا اگر تمہاری یہ بات درست ہے کہ یہ نوجوان تمہارے سچے دوست ہیں اور تمہیں میری بات پر اعتبار نہیں آتا تو تم اس کا تجربہ کر کے دیکھ لو۔ تم

ان کے گھروں پر جاؤ اور اُن سے کہو میرے باپ نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے اب میرے گزارہ کی کوئی صورت نہیں مجھے کچھ روپے دو تا کہ مَیں اُن سے تجارت کر سکوں۔ پھر دیکھو کہ تم سے یہ دوست کیسا سلوک کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا بہت اچھا مَیں اِس کا تجربہ کر لیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کسی دوست کے پاس گیا اور اُس سے کہنے لگا ابّا نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے اب مَیں چاہتا ہوں کہ گزارہ کے لیے کوئی تجارت کروں۔ فی الحال تم مجھے پانچ ہزار روپیہ دے دو۔ جب تجارت سے آمد شروع ہوگی تو آہستہ آہستہ یہ قرض اتار دوں گا۔ جس وقت دوست سے اُس نے یہ ذکر کیا وہ سنتے ہی کہنے لگا مجھے آپ سے بڑی ہمدردی ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ میرا روپیہ اِس وقت فلاں فلاں جگہ پھنسا ہوا ہے۔ اگر روپیہ میرے پاس ہوتا تو مَیں ضرور دیتا مگر مَیں معذور ہوں۔ یہ کہہ کر اور معذرت کا اظہار کر کے وہ واپس اپنے گھر چلا گیا۔ اس کے بعد یہ دوسرے دوست کے پاس گیا اور اس نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر تیسرے دوست کے پاس گیا اور اُس نے بھی یہی جواب دیا۔ چونکہ اِس عرصہ میں یہ بات اُس کے تمام دوستوں میں پھیل گئی اس لیے آخر میں تو ایسا ہوا کہ یہ جب اپنے کسی دوست کو آواز دیتا تو وہ باہر ہی نہ نکلتا اور نوکر کے ذریعہ کہلا بھیجتا کہ اُس سے جا کر کہہ دو میاں گھر میں نہیں ہیں۔ آخر وہ مایوس ہو کر رات کو اپنے گھر میں واپس آ گیا اور باپ سے کہنے لگا کہ آپ کی بات تو سچی نکلی۔ مَیں سب کے پاس گیا مگر کسی نے بھی میری مدد نہیں کی۔ کچھ تو ایسے تھے جنہوں نے باہر نکل کر معذرت کر دی اور اکثر ایسے تھے جو باہر ہی نہ نکلے۔ باپ نے یہ سن کر کہا تم نے تو اپنے دوست دیکھ لیے آؤ اب مَیں تمہیں اپنا دوست بتاتا ہوں۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور دوست کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں اُسے کہنے لگا بیٹا! سچا دوست بڑی مشکل سے ملا کرتا ہے اور پھر جس طبقہ میں تم اپنے دوست تلاش کرتے ہو اس میں تو کسی سچے دوست کا ملنا اَور بھی مشکل ہوتا ہے۔ تمہیں میرا دوست دیکھ کر تعجب آئے گا مگر سچا دوست وہی ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ اُسے شہر سے باہر لے گیا۔ وہاں ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ اس جھونپڑی کے قریب پہنچ کر اُس نے دروازہ پر دستک دی اور جو شخص اس کے اندر تھا اُسے بلایا۔ بیٹا یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ میرا باپ تو اتنا امیر آدمی ہے اور اس کا دوست ایسا غریب اور چھوٹے

طبقے کا ہے کہ ایک جھونپڑی میں رہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے آواز آئی کہ کون ہے؟اس نے اپنا نام لیا کہ مَیں ہوں اور ایک ضروری کام کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں۔اس آواز کو سننے کے بعد خاموشی طاری ہوگئی۔ دو منٹ، چار منٹ، دس منٹ، بیس منٹ گزر گئے مگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ بیٹے نے اپنے باپ سے کہا آپ کا دوست بھی ویسا ہی نکلا جیسے میرے دوست تھے۔باپ نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میرا دوست ایسا نہیں ہے۔ معلوم نہیں کیا وجہ پیش آئی کہ اُس نے نکلنے میں دیر لگا دی ہے۔ تھوڑی دیر گزری تو دروازہ کھلا اور اندر سے معمولی غریبانہ لباس میں ایک شخص نکلا جس کے ساتھ اُس کی عورت تھی۔ ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر کے ساتھ ہمیانی**1** بندھی ہوئی تھی جس میں روپے تھے۔ اُس نے باہر نکل کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اور پھر پوچھا کہ کیا کام ہے؟اُس نے کہا کام تو پھر بتاؤں گا پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نے باہر نکلنے میں دیر کیوں لگائی ہے؟ وہ کہنے لگا میرے آپ کے ساتھ مدت سے دوستانہ تعلقات ہیں اور ہم کبھی کبھار آپس میں مل بھی لیتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے پر کامل یقین اور اعتبار ہے کہ آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے تو مَیں آپ کے کام آؤں گا اور اگر مجھے کوئی ضرورت پیش آئے تو آپ میرے کام آئیں گے۔ لیکن یہ واقعہ کہ رات کو آپ میرے پاس آئے ہوں اور آپ نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا ہو ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ پس جب آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو مَیں نے سمجھ لیا کہ ضرور کوئی بڑی مصیبت آئی ہے تبھی آپ رات کو میرے پاس آئے ہیں۔ لیکن مَیں نے کہا خواہ کوئی بھی مصیبت ہو مجھے اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ مَیں نے سوچا کہ میرے پاس تین چیزیں ہیں۔ ایک میری بیوی ہے، کچھ ساری عمر کا اندوختہ پانچ سَو روپیہ ہے جو زمین میں دفن ہے جو ایک چھوٹی موٹی ملازمت سے مَیں نے تھوڑا تھوڑا کرکے جمع کیا ہے اور ایک میری جان ہے۔ مَیں نے خیال کیا کہ گو آپ بڑے آدمی ہیں مگر کسی وقت بڑے آدمی کو بھی کوئی مصیبت پیش آجاتی ہے۔شاید آپ کو روپیہ کی ضرورت ہو اور اِسی لیے آپ میرے مکان پر تشریف لائے ہوں۔ سو مَیں اٹھا اور روپیہ نکالنے لگا اور اِسی وجہ سے مجھے دیر لگی ہے۔ کیونکہ مَیں غریب آدمی ہوں اور مَیں نے ایک گہرا گڑھا کھود کر وہاں پانچ سو روپیہ دفن کیا ہوا تھا گڑھے کے کھودنے اور روپیہ نکالنے میں کچھ دیر ہوگئی۔ مگر

بہر حال مَیں نے روپیہ نکال لیا۔ پھر مَیں نے اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور خیال کیا کہ شاید عورتوں کی خدمت کی ضرورت ہو۔ چنانچہ مَیں نے اسے کہا چل نیک بخت! شاید تیری خدمت کی ضرورت ہو۔ تیسری چیز میری جان ہے سو وہ بھی حاضر ہے۔ اور تلوار میرے ہاتھ میں ہے کوئی بھی آپ کا دشمن ہو مَیں اُس سے لڑنے اور اپنی جان دینے کے لیے تیار ہوں۔ سو مَیں تینوں چیزیں لے کر آگیا ہوں۔ اگر کسی عورت کی خدمت کی ضرورت ہے تو میری بیوی حاضر ہے، اگر روپیہ کی ضرورت ہے تو میری ساری عمر کا اندوختہ حاضر ہے، اگر جان کی ضرورت ہے تو میری جان حاضر ہے۔ جس دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے کہیں مَیں اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اُس امیر آدمی نے شکریہ کے ساتھ اُسے رخصت کیا اور کہا مَیں تو صرف اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے کے لیے یہاں لایا تھا۔ اس کے بعض اوباش نوجوان دوست تھے اور یہ ان کو بڑا وفادار اور سچا دوست سمجھتا تھا۔ مَیں نے اسے بتایا کہ وہ سچے دوست نہیں ہیں۔ سچا دوست اگر تم دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ آؤ۔ چنانچہ مَیں نے اسے دکھا دیا کہ سچا دوست کیسا ہوا کرتا ہے۔ مجھے کسی خدمت کی ضرورت نہیں تم اپنے گھر چلے جاؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے ایسے ہی دوست دنیا میں چاہتا ہے۔ یہی لوگ خدا تعالیٰ کی جنت میں جاتے ہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ○ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ○ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ○[2] اے نفسِ مطمئنہ! جو ایک ہی طرف ٹِک گیا یعنی جو ایک طرف جھکا اور پھر جھکتا ہی چلا گیا اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے پر اُسے اطمینان ہو گیا۔ جب کسی شخص کے دل میں کوئی خلش ہوتی ہے وہ کبھی دائیں جاتا ہے کبھی بائیں جاتا ہے کبھی آگے جاتا ہے کبھی پیچھے جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے مقصود کی تلاش اور اس کی جستجو میں محو ہوتا ہے۔ ابھی اس کا مقصود اُسے ملا نہیں ہوتا۔ لیکن نفسِ مطمئنہ وہ ہے جس کا مقصود اُسے مل گیا۔ جیسے بچہ جب ماں سے کھویا جاتا ہے تو وہ چیختا چِلّاتا کبھی دائیں جاتا ہے کبھی بائیں جاتا ہے کبھی ادھر جاتا ہے کبھی اُدھر جاتا ہے لیکن جب اُس کی ماں اُسے مل جاتی ہے تو وہ اس کی گودی میں آرام سے لیٹ جاتا بلکہ بسا اوقات سو جاتا ہے۔ یہی مراد ہے نفسِ مطمئنہ سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نفسِ مطمئنہ! جسے میری

جستجو تھی اور جس کو مَیں مل گیا اور جو مجھ پر ٹیک لگا کر ایسا لیٹا کہ پھر اِدھر اُدھر اُس نے نہیں دیکھا۔ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ تُو نے جب مجھے دیکھ لیا تو تیرے دل سے کسی اور کی خواہش بالکل مٹ گئی۔ چونکہ تیرے دل میں میری بھی خواہش تھی اس لیے آ آ، اپنے ربّ کے پاس آجا۔ تجھے کسی اَور طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تیری خواہش یہی تھی کہ تُو میری گودی میں آجائے۔ پس تُو آ اور میری گودی میں بیٹھ جا۔ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔ تُوخوش ہو گیا کہ جس چیز کی تجھ کو تلاش تھی وہ تجھے مل گئی۔ مگر یہی نہیں کہ تُو خوش ہو گیا کہ جس چیز کی تجھے تلاش تھی وہ تجھے مل گئی بلکہ بات یہ ہے کہ مَیں بھی خوش ہو گیا۔ کیونکہ جس طرح تجھے میری تلاش تھی اُسی طرح مجھے بھی تیری جستجو تھی۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ آ آ اب تُو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور چونکہ اب تُو میرے بندوں میں داخل ہو گیا ہے اِس لیے جو چیز میری ہے وہ تیری ہے، جو میرا مال ہے وہ تیرا مال ہے۔ اور چونکہ میرا مقام جنت ہے اِس لیے تُو بھی جنت میں آجا اور اُن بندوں میں شامل ہو جا جو آقا سے دُوری نہیں رکھتے۔ آقا کی چیز اُن کی چیز ہوتی ہے اور اُن کی چیز آقا کی چیز ہوتی ہے۔ اب میری چیزیں میری ہی نہیں بلکہ تیری بھی ہیں اور تیرا حق ہے کہ تُو ان سے جس طرح چاہے حظ اٹھائے۔

اِن آیات میں تمثیلی طور پر وہی بات بیان کی گئی ہے جو اس مثال میں بیان کی گئی تھی۔ جیسے اُس نے کہا کہ مَیں اپنی ہر چیز لے آیا ہوں۔ بیوی لے آیا ہوں کہ شاید کسی عورت کی خدمت کی ضرورت ہو، مال لے آیا ہوں کہ شاید روپیہ کی ضرورت ہو، جان لے آیا ہوں اور ساتھ ہی لڑنے کے لیے تلوار بھی کہ شاید میری جان کی ضرورت ہو۔ اسی طرح فرمایا ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔ تُو چاہتا تھا کہ مجھ کو لے لے اور میرے پاس آجائے۔ پس چونکہ تُو نے مجھ کو لے لیا اور میرے پاس آگیا اس لیے میرے پاس آنے کی وجہ سے جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ○ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ نہ صرف مَیں نے تجھ کو اپنا وجود دے دیا بلکہ تجھے کامیاب بھی کر دیا اور اپنی جنت میں تجھ کو داخل کر دیا۔

یہ کیسی وفا اور اخلاص والی محبت ہے جو اللہ تعالیٰ ہم سے رکھتا ہے۔ پھر وہ ایسی محبت کا ہم سے بھی تقاضا کرتا ہے۔ خواہ وہ ہم سے ایک ہزار سال تک انتظار کرائے اور پھر کہے

آجاؤ میرے بندو! مجھے تمہاری جان کی ضرورت ہے اور وہ دوسرے منٹ میں ہی کہے کہ آجاؤ اور اپنی جانیں میرے دروازہ پر قربان کر دو۔ اُس کو ایسے خادموں کی ضرورت نہیں ہے جو قربانی کے لیے تیاری نہیں کرتے یا اُس کی طرف سے آواز بلند ہونے میں اگر دیر ہو جاتی ہے تو وہ سست ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔

پس جو تحریکیں مَیں نے جماعت میں کی ہیں ان کی طرف میں ایک دفعہ پھر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کوئی شخص میری ان تحریکات کو اِس رنگ میں نہ سمجھے کہ شاید کل ہی وہ دن آنے والا ہے جب اسلام کی ترقی کے لیے جماعت سے انتہائی قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے گا۔ ہم تو کہتے ہیں اُس دن کے آنے میں ابھی اَور دیر ہو۔ تا کہ ہمارے کمزور بھی تیاری کر لیں اور ہم میں سے ہر شخص کے اندر ایسا مادہ پیدا ہو جائے کہ وقت آنے پر ہم اپنے اموال، اپنے اوقات، اپنی جانیں، اپنی اولادیں، اپنی بیویاں اور اپنے دوست سب کچھ خدا کی خاطر قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ جس طرح سفر پر جانے سے پہلے لوگ اپنی پوٹلیوں اور اپنے ٹرنکوں میں اسباب بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ گاڑی کی سیٹی بجے تو وہ اپنا اسباب اٹھا کر ڈبّے میں بیٹھ جائیں اِسی طرح ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ دین کے لیے اپنی تمام چیزیں تیار رکھے۔ تا کہ جب خدا کی طرف سے آنے والے انجن کی آواز سنائی دے تو وہ دو چار منٹ کے اندر اندر سٹیشن پر پہنچ جائے۔ اور پھر جتنے منٹ اُس گاڑی نے سٹیشن پر ٹھہرنا ہو اُس وقت کے اندر اندر اُس کا اسباب گاڑی پر لد جائے۔ اگر اِس طرح ہم اُس دن کے لیے تیار نہیں ہیں تو پھر ہم کسی خوش بختی یا ساعتِ سعید کا بھی انتظار نہیں کر سکتے۔ ہماری امیدیں محض ایک سراب کی حیثیت رکھیں گی جن سے آنکھیں تو چکا چوند ہو سکتی ہیں، جن سے مایوسی تو پیدا ہو سکتی ہے مگر تشنگی دور نہیں ہو سکتی"۔ (الفضل 9 مئی 1944ء)

1: ہمیانی: روپیہ پیسہ رکھنے کی پتلی تھیلی۔ خصوصاً وہ تھیلی جو حالتِ سفر میں کمر سے باندھی جاتی ہے

2: الفجر: 28 تا 31